وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے
تم کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے

رسولِ وحدت

مصنّفہ

علّامہ سیّد سلیمان ندوی رح
خلیفہ مجدّد الملّۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

ناشر

بیگم عائشہ باوانی وقف
پوسٹ بکس ۴۱۷۸ کراچی ۲ (اسلامی جمہوریہ پاکستان)

Scanned by CamScanner

فہرست

Scanned by CamScanner

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دوست اور دشمن، موافق اور مخالف سب کو تسلیم ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ السّلام کی سب سے پہلی اور آخری خصوصیت توحید کی تعلیم ہے، مگر اب تک اس توحید کے لفظ کو ایک خاص اصطلاح میں استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ آپ نے خدائے تعالیٰ کی وحدت کی کامل تعلیم لوگوں کے سامنے پیش کی۔ لیکن آئیے آج ہم اس لفظ کو تحلیل کریں اور دیکھیں کہ آپ نے وحدت کی تعلیم کس کس رنگ سے پیش کی اور کس کس پہلو سے مکمل کی ہے۔

وحدت الٰہی

دنیائے وجود کا سب سے بڑا طلسم وحدت وکثرت کی نیرنگی ہے، ہم کو بظاہر ہر طرف کثرت ہی کی نیرنگیاں نظر آتی ہیں۔ ظاہر بین نگاہیں کثرت کی انھیں نیرنگیوں میں الجھ کر اور واحد کو کثیر سمجھ کر موحد سے مشرک بن جاتی ہے مگر حقیقت شناس نگاہیں کثرت کے رنگارنگ پردوں کے پیچھے وحدت کا جلوہ دیکھ لیتی ہیں۔ دیکھنے والوں کو آسمان زمین، پہاڑ، جنگل، دریا نظر آتے ہیں پھر آسمان میں آفتاب، ماہتاب، سبع سیارہ اور دوسرے ستارے دکھائی دیتے ہیں، زمین میں انسان، حیوان، درخت، پہاڑوں میں چٹانیں اور غار، دریاؤں میں روانی، سیرابی اور موجیں نظر آتی ہیں۔ تو انسانوں نے ان سب کو کثرت کی جلوہ انگیزیاں سمجھ کر ان میں سے ہر ایک کو اپنا اپنا خدا اور دیوتا بنایا، کسی نے آفتاب کو پوجا کسی نے ماہتاب کو، کسی نے دریا کو اور کسی نے پہاڑ کو لیکن موحد اعظم کی نگاہوں نے ان کثرتوں کے پیچھے وحدت کا جلوہ دیکھا اور پکار اٹھا کہ میں ان کے نہیں بلکہ ان سب کے ایک اور تنہا خالق کے آگے سر جھکاتا ہوں۔

انی وجھت وجھی للذی ———— میں نے اپنا منہ ان سب کی طرف سے

فطر السموٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین
پھیر کر اس کی طرف کیا جو ان آسمانوں اور زمین کا خالق ہے موحد بن کر اور میں دوسروں کو خدائے برحق کا ساجھی نہیں مانتا۔

دنیا کے سارے علوم وفنون اور فلسفہ وسائنس کی تمام شاخوں کی پوری کوششیں اور تحقیقیں صرف اسی ایک اصل کی فرع ہے کہ ان رنگارنگ کثرتوں میں وحدت کی تلاش کی جائے اور اس ایک علت کا پتہ چلایا جائے جس کی تمام کثرتیں اثر اور نتیجہ ہیں جس علم وفن میں جس حد تک حقیقت کی منزل قریب ہوتی جاتی ہے وحدت کا چہرہ نمایاں سے نمایاں ہوتا جاتا ہے۔

عہد جاہلیت میں انسان ہر کام کا الگ الگ دیوتا مانتا تھا اور سمجھتا تھا کہ دنیا کے تمام افراد اور واقعات کا تعلق علیحدہ علیحدہ فاعلوں اور موثروں سے ہے اور وہ ان سب کو پوجتا تھا بیماری کا الگ خدا تھا بلکہ ہر بیماری کا ایک ایک الگ دیوتا تھا جس کی پرستش ہوتی تھی۔ جنگ کا الگ، صلح کا الگ، قحط کا الگ، پیداوار کا الگ، علم کا الگ، خیر کا الگ اور شر کا الگ، ایک ایک دیوتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ سائنس اس باطل کا انکار کرے دین حق نے اس کے تار پود بکھیر دیئے اور تعلیم دی کہ وہ ایک ہی ہے جو آسمان سے زمین تک سب پر فرمانروا ہے اور ایک ہی کا حکم ہے جو عرش سے فرش تک جاری ہے۔

وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ (زخرف)
اور وہی ایک ہے جو آسمان میں لو وہی ایک ہے جو زمین میں فرمانروا ہے

یہی وہ حقیقت ہے جو توحید کا مغز وجوہر ہے صلح وجنگ، دولت وافلاس رحمت وزحمت کامیابی، ناکامی، غرض دنیا کے ہر کام اور ہر شے کا تعلق صرف اسی ایک ذات سے ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

اس تعلیم نے دیوتاؤں، دیویوں، ستاروں، فرشتوں، پیغمبروں، ولیوں اور شہیدوں کی طوائف الملوکیوں کا خاتمہ کر کے آسمان وزمین میں صرف ایک شاہنشاہی قائم کی اور تمام عالم کو ایک نظام

Scanned by CamScanner

ربانی کے قبول کرنے کی دعوت دی ۔ دنیا کے مختلف مذاہب کو لے کر جو انبیائے کرام علیہم السّلام مبعوث ہوئے وہ اسی سب سے بڑی حقیقت کو لے کر آئے مگر افسوس ہے کہ یہ حقیقت پوری طرح واشگاف ہو کر لوگوں کے سامنے نہیں آئی اور جن کے سامنے آئی وہ بھی اسکو بھلا تے رہے آخر دنیا کو دنیا کے آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار رہا کہ آپ کی بعثت اس حقیقت کو اس وضاحت اور شرح و تفصیل اور تکمیل کے ساتھ پیش کرے کہ دنیا اس کو قبول کر کے پھر بھلا نہ سکے۔

چنانچہ توحید یا وحدتِ الٰہی کی تعلیم جس تفصیل اور تشریح کے ساتھ آپ نے دی وہ آپ کی تعلیم کی امتیازی خصوصیت بن گئی ہے آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے بھی واحد ہے اور اپنی صفات کاملہ کے لحاظ سے بھی واحد و منفرد ہے اور اپنی عبادتوں کے لحاظ سے بھی غیر شریک ہے وہ نہ ۳۳ کروڑ صفات کے جلوؤں میں ۳۳ کروڑ ہے اور نہ تین اقانیم میں منقسم ہو کر واحد ہے اور نہ وہ دو متضاد احوال کی بنا پر دو ہے ۔ بلکہ وہ ایک واحد متفرد ، منفرد اور غیر شریک ہے نہ کسی پیغمبر کو یہ قدرت ہے کہ وہ اس کی الوہیت میں ذرّہ برابر شریک ہوسکے اور نہ کسی نمرود و فرعون یا کسریٰ و قیصر اور مہاراج کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس کی شاہنشاہی اور ربوبیت میں شرکت کا دعویٰ کر کے انا ربکم الاعلیٰ کی آواز بلند کر سکے

سب کا ایک خدا

لیکن توحید کی تکمیل ابھی ایک اور قدم کی محتاج تھی اور وہ یہ تعلیم تھی کہ وہ واحد منفرد جو ہمارا خدا ہے جس طرح وہ اپنی ذات وصفات و عبادت میں واحد منفرد ہے اسی طرح اپنے تعلق کے لحاظ سے بھی منفرد ہے یعنی یہ کہ وہ ہی جو ہمارا ایک خدا ہے وہی ہر ذرہ سے لے کر آفتاب تک ہر ایک کا واحد خالق و مالک ہے کیڑے مکوڑے پھول بوٹے ، حیوان اور انسان سب اس کی مخلوق اور محکوم ہیں تمام کائنات اسی ایک کے قبضۂ قدرت میں ہے پست و بلند نشیب و فراز اور فرش و عرش سب اسی ایک کے زیر فرمان ہیں۔

Scanned by CamScanner

وحدت کی غلط تعبیریں

بہت سی قوموں نے اس کو ایسا مانا تھا کہ وہ انھیں کا ہے دوسروں کا نہیں۔ انھوں نے انسانوں کے اندر پستی و بلندی اور شرافت و رذالت کے درجے اور مرتبے قائم کر کے یہ یقین پیدا کر لیا تھا کہ وہ صرف بلند و شریف انسانوں کے طبقہ کا واحد خدا ہے اور بقیہ پست و ذلیل مخلوقات اس قابل نہیں کہ وہ اس سے تعلق کی نسبت رکھ سکیں۔ وہ گویا ایک خدا تھا۔ مگر صرف ایک خاندان یا کسی ایک قوم یا کسی ایک مذہب کا خدا دوسروں کا نہیں۔ چنانچہ سپید رنگ، شریف النسل آریہ اس کو صرف اپنے ہی لئے خاص سمجھتے تھے اور پھر وہ بھی ایرانی اور آریہ ورت کے رہنے والوں میں منقسم ہو کر اس طرح دو ہو گئے تھے کہ ان میں سے ہر ایک کو بجائے خود یہی دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ کی بندگی کے صرف وہی اہل ہیں انتہا یہ ہے کہ اگر ایک (آریہ) کے یہاں لفظ دیوتا الوہیت اور خدائی معنی دیتا ہے تو وہی لفظ دوسرے (ایرانی) کے یہاں بصورت دیو جن و شیطان کے معنی بخشتا ہے اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ کہ ہندوستان کے دو حصوں شمالی اور جنوبی میں شیو اور وشنو جو دونوں خالق و قیوم کے معنوں میں ایک ہی ذات پاک پر دلالت کرتے ہیں وہ ہندوؤں کے دو حصّے کر دیتے ہیں، ایک شیو کو پوجنے والے اور دوسرے وشنو کے ماننے والے۔

پاک نژادانِ ایران کا اہورمزدان کا خدا تھا مگر ہندو آریوں میں وہ سورج سے زیادہ نہیں، ہندو آریوں میں سے برہمنوں نے اپنا وہ خدا مانا جو صرف انھیں کا خدا تھا۔ جس نے اپنے منہ سے ان کو پیدا کیا اور دوسری ہندو قوموں کو اپنے بازوؤں اور ٹانگوں سے۔

سامیوں کا خدا صرف انھیں کا تھا بلکہ بنی اسرائیل کے نزدیک وہ خاص ان کے خاندان کا تھا خداوند میرے خاوند ابراہیم کا خدا۔ پید ۲۴-۲۷

اے میرے باپ ابراہام کے خدا اور میرے باپ اسحٰق کے خدا۔ پید ۳۲-۹

میں تیرے باپ کا خدا اور ابراہیمؑ کا خدا اور اسحاقؑ کا خدا اور یعقوبؑ کا خدا ہوں۔ خروج ۳-۵

پھر خدا نے موسیٰ سے کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہیو کہ خداوند تمہارے باپ کے خدا ابراہامؑ کے خدا اور اسحاقؑ کے خدا اور یعقوبؑ کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ خروج ۳-۱۵

میرے باپ کا خدا ابراہام کا معبود اسحاق کا مسجود اور انہیں کہہ کہ خداوند تمہارے باپ کا خدا ابراہامؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا خدا یوں کہتا ہو مجھے دکھائی دیا۔ پیدائش ۳۱-۱۵-۱۶

خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تو میرے لوگوں کو جانے دے۔ خروج ۵-۱

فرعون نے کہا کہ خداوند کون ہے کہ میں اس کی آواز سنوں کہ بنی اسرائیل کو جانے دوں، میں خداوند کو نہیں جانتا۔۔ تب انھوں نے کہا کہ عبرانیوں کے خدا نے ہم سے ملاقات کی۔ ۱۷

اور اسے کہیو کہ خداوند عبرانیوں کے خدا نے میرے تئیں بھیجا ہے اور کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے۔ ۱۶

وہ میرے باپ کا خدا ہے۔ (خروج ۱۵-۲)

اس طرز ادا کی وجہ یہ ہے کہ اس قدیم زمانہ میں خدا کے برتر کی پرستش صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہی میں منحصر تھی یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بھی حضرت یعقوبؑ کے سوال پر ان کے بیٹوں کی زبان سے اسی قسم کے فقرے ادا کئے ہیں۔

نعبد الٰھک والٰہ ابائک	ہم آپ کے خدا اور آپ کے باپ دادوں
ابراھیم واسحاق (بقرہ)	ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ کے خدا کی عبادت کریں گے

لیکن بنی اسرائیل نے غلطی سے یہ سمجھ لیا کہ یہ خدا خاص انھیں کا خدا ہے جس میں دنیا کی کوئی قوم ان کی شریک نہیں اور وہ ان کا خاندانی خدا ہے۔

Scanned by CamScanner

عیسائیوں کا خدا عیسائیوں کا باپ تھا۔ مگر اس باپ کے کنبہ میں ان کے سوا کوئی دوسرا شریک نہ تھا۔ ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ والا خدا یہاں آکر صرف کواری ماں کے بیٹے کا باپ رہ گیا ہے جیسا کہ انجیل میں بار بار آیا میرا باپ جو آسمان میں ہے۔

پیغمبر اسلام علیہ السلام کی تعلیم

یہ تھا اس خدائے واحد کا تخیل جو قوموں اور خاندانوں اور شخصیتوں کا خدا بن کر محدود سمجھ لیا گیا تھا اس کے بعد خاتم الانبیاء علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ آپ کی تعلیم نے جہاں وحدت ربانی کے دوسرے پہلوؤں کی تکمیل کی اس وحدت کے مفہوم کو بھی مکمل کیا اور بتایا کہ وہ ایک ہی خدا ہے جو برہما بھی ہے مہیش بھی، وشنو بھی اور شیو بھی۔ یعنی خالق بھی ہے قیوم بھی زندہ کرنے والا بھی ہے اور مارنے والا بھی۔ الذی یحیی ویمیت، وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے وہ کالے گورے آریائی اور سامی، ایرانی اور تورانی، ہندی اور عربی، اسرائیلی اور اسماعیلی، موسوی اور عیسوی ہندو اور مسلمان بلکہ زاہد شب زندہ دار اور فاسق گنہگار سب کا یکساں خدا ہے اور سب اس کے دربار کے یکساں بندے ہیں۔ برہمن ہو کہ شودر یہودی ہو کہ غنتین مختون ہو کہ نامختون تثلیث پرست ہو کہ موحد آقا ہو کہ غلام، اونچا ہو یا نیچا بندہ ہونے کی حیثیت سے سب اس کے سامنے ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کو ان کے خدا کی طرف سے یہ حکم ہوتا ہے کہ تم دوسرے مذہب والوں سے کہہ دو۔

الٰھنا والٰھکم واحد ونحن لہ مسلمون۔

سب اسی کے بندے ہیں اور وہی ایک سب کا خالق و مالک اور محی و ممیت ہے۔ یہاں کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص خدا نہیں، قریش کا خدا نہیں، عرب کا خدا نہیں، مسلمانوں کا خدا نہیں بلکہ کل دنیا کا ایک خدا ہے ایک وحدت ربانی ہے جس میں کل بندگان الٰہی باہم یکساں شریک ہیں۔ وہ سب اس کے بندے ہیں اور وہ ایک ان سب کا خدا ہے قرآن کی سب سے پہلی سورۃ کی

Scanned by CamScanner

سب سے پہلی دعا اور اس دعا کا سب سے پہلا فقرہ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو سکھایا یہ ہے۔

الحمد للہ رب العلمین ہ (فاتحہ)	ساری خوبیاں اس ایک خدا کی ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ایک ہی ربوبیت ہے جس میں نہ صرف کل دنیا بلکہ کل دنیاؤں کی ساری مخلوقات یکساں شریک ہیں اور اس لحاظ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے ان تمام تفرقوں کو مٹا دیا جو ایک خدا ماننے کے باوجود دنیا کی قوموں اور خاندانوں کو مختلف خداؤں میں تقسیم کر دیتے تھے اور بتا دیا کہ ہم سب کے سب ایک خدائے واحد کے بندے ہونے کی حیثیت سے باہم بھائی بھائی ہیں سید ہوں کہ شیخ یا پرانے خاندانی مسلمان ہوں کہ نومسلم برہمن ہوں کہ چمار ، یورپین ہوں کہ ایشیائی سب ایک ہی آقا کے غلام اور باہم خواجہ تاش ہیں۔

قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس (الآیۃ)	سارے انسانوں کا پروردگار سب انسانوں کا بادشاہ اور سب انسانوں کا خدا۔

یہ وہ وحدت ربانی ہے جس کا جلوہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم نے دیکھا اور وہ حقیقت ہے جس کو آپ کی تلقین سے ہم نے سمجھا یعنی یہ کہ وہ ایک ہی شہنشاہ مطلق اور رب العباد ہے جس کی ربوبیت میں تمام مخلوقات ارضی وسماوی، انسانی حیوانی اور تمام دنیا کے خاندان اور نسلیں، قومیتیں اور ملتیں برابر کی شریک ہیں فرمایا

ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ و انا ربکم فاتقون ہ	بیشک یہ تم سب کی امت ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں تو تم سب میرا ادب لحاظ کرو۔

یہ وہ بلند تخیل ہے جس نے نہ صرف عرب وعجم، ترک وتاجیک، زنگ وفرنگ، ہند وسند روم وتاتار، یورپ وایشیا سب کو ایک ربوبیت واحدہ اور ایک اخوت عامہ میں مربوط ومنسلک

Scanned by CamScanner

کر دیا بلکہ انسانوں اور حیوانوں کو بھی ایک پروردگار کے سامنے سرنگوں کر کے انسانوں کو حیوانوں کی خدمت اور حیوانوں کو انسانوں کی خدمت کا سبق پڑھایا۔

وما من دابۃ فی الارض ولا طائر	نہ تو کوئی زمین میں رینگنے والا جانور ہے اور
یطیر بجناحیہ الا امم	نہ کوئی پرندہ ہے جو اپنے دو بازوؤں سے اڑتا
امثالکم (انعام)	ہے لیکن وہ تمھاری ہی طرح اُمّت ہے۔

وحدت رسالت

وحدت الٰہی کے بعد وحدت رسالت ہے اور اس سلسلہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو اصلاح ہوئی۔ جو غلط فہمیاں دور ہوئیں اور جو بلند تخیل منصب نبوت کے متعلق پیش فرمایا اس کو ذرا تفصیل سے سننے کی ضرورت ہے۔

تخصیص کا ابطال

سب سے بڑی غلطی جو دوسری قوموں سے اس مسئلہ کے متعلق سرزد ہوئی وہ یہ تھی کہ نبوّت کو خاص خاص خاندانوں اور قوموں میں محدود اور مخصوص کر دیا گیا تھا۔ آریہ ورت کے ہندو کہتے تھے کہ خدا کی بولی صرف یہیں کے رشیوں اور منیوں نے سنی اور وہ صرف وید کے اوراق میں محفوظ ہے زردشت والے ایرانیوں کے علاوہ سب کو یزدان کے جلوۂ نورانی سے محروم خیال کرتے تھے۔ بنو اسرائیل اپنے سوا کہیں اور کسی نبی یا رسول کی بعثت کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے عیسائی صرف اپنے آپ کو خدا کی فرزندی کا مستحق سمجھتے تھے لیکن اسلام نے اس تخصیص کو خدا کی شانِ رحمت اور عدل وانصاف کے منافی تصوّر کیا اور قرآن مجید نے متعدد آیتوں میں اس کی تردید کی۔ ایک یہودی حضرت موسیٰ کے سوا سب پیغمبروں کا انکار کر سکتا ہے۔ ایک عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مان کر عیسائی رہ سکتا ہے ایک ہندو تمام دنیا کو شودر کہہ کر بھی پکا

Scanned by CamScanner

ہندو ہو سکتا ہے ایک زردشتی حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی تکذیب کر کے بھی دینداری کا دعویٰ کر سکتا ہے لیکن ایک مسلمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ جب تک تمام پیغمبروں کو تسلیم نہ کرے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ تنگ خیالی کا دائرہ صرف یہیں تک محدود نہ تھا کہ نبوت کو ملک و قوم اور زبان کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ یہ مخصوص کرنے والے خود پیغمبروں میں تفریق کرتے تھے۔ یعنی ان میں سے بعض کو مانتے تھے اور بعض کو نہیں مانتے تھے۔ یہود حضرت عیسیٰ کو نعوذ باللہ کاذب سمجھتے تھے اور ان پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے تھے قریش حضرت عیسیٰ کے نام سے چلانے لگتے تھے اذا قومك منه يصدون، یہود و نصاریٰ حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ کو صرف بادشاہ سمجھتے تھے اور پیغمبر نہیں مانتے تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب و عجم، شام و ہند، پورب، پچھم، اوتر دکھن، کی تخصیص کو دور کرتے ہوئے بتایا کہ ہر ایک ملک اور ہر قوم میں خدا کا نور دیکھا گیا اور اس کی آواز سنی گئی ہے اس لئے بلا تفریق و امتیاز دنیا کے تمام پیغمبروں اور رسولوں کو یکساں خدا کا رسولِ صادق اور راستباز تسلیم کرنا چاہیئے۔

مفہوم نبوت کی وضاحت

ایک اور واقعیت جس کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے، یہ ہے کہ اسلام سے پہلے نبوت و رسالت اور پیغمبری کی کوئی واضح اور غیر مشتبہ حقیقت دنیا کے سامنے نہ تھی۔ یہود کے ہاں نبوت کے معنی صرف پیشین گوئی کے تھے اور نبی پیشینگو کو کہتے تھے جس کے متعلق ان کو یہ یقین تھا کہ اس کی دعا یا بددعا فوراً قبول ہو جاتی ہے چنانچہ تورات کے صحیفۂ تکوین میں اس مضمون کی آیتیں موجود ہیں۔ اسی بنا پر حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی نبوت و رسالت کا ایک دھندلا سا خاکہ ان کے ہاں موجود ہے بلکہ بعض پیغمبروں کے مقابلہ میں بعض کاہنوں کی پیغمبرانہ شان زیادہ نمایاں معلوم ہوتی ہے۔ حضرت

Scanned by CamScanner

داؤد اور حضرت سلیمان کی حیثیت صرف بادشاہ کی ہے اور ان کے زمانہ کے پیشین گوئی کرنے والے پیغمبر اور ہیں۔

یہود کی طرح نصاریٰ بھی خدا کے سب پیغمبروں کو یکساں تسلیم نہیں کرتے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ کا یہ قول ہے کہ مجھ سے پہلے جو آئے وہ چور اور ڈاکو تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی کے نزدیک حضرت عیسیٰ سے پہلے کے پیغمبروں کی حیثیت کیا تھی۔ موجودہ انجیلوں میں نہ خدا کے رسول کی تعریف ہے نہ ان کے تذکرے ہیں، نہ ان کی سچائی اور صداقت کی گواہی۔ حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ کا بے شبہ تذکرہ کیا ہے لیکن پیغمبرانہ شان کے ساتھ نہیں۔

اس تخیل کا یہ اثر تھا کہ یہود اور نصاریٰ دونوں اسرائیلی پیغمبروں کی طرف بے تامل نہایت رکیک اور سخیف باتیں منسوب کرتے تھے۔ مثلاً حضرت لوطؑ پر بدکاری کا الزام لگاتے تھے۔ حضرت سلیمان کو گنڈا تعویذ اور عملیات وغیرہ کا موجد سمجھتے تھے حالانکہ سحر اور جادو کو تورات میں شرک قرار دیا جا چکا ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ کے علاوہ تمام پیغمبروں کو گنہگار خیال کرتے تھے۔ بلکہ انجیل کے مختلف حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود اور خود عیسائی بھی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی نسبت بعض ایسی باتیں کہتے تھے جو ان کی شان عظمت کے سراسر منافی ہیں مثلاً یہود حضرت مریم پر تہمت رکھتے تھے اور انجیل کے طرز سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ احکام عشرہ کے برخلاف اپنی ماں کی عزت نہیں کرتے تھے اور احکام عشرہ کے مطابق ماں باپ کا ادب نہ کرنا بدبختی تھی۔ اسی طرح موجودہ انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نماز و روزہ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

اسلام میں نبوت کا مفہوم

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر یہود و نصاریٰ کے یہ الزامات صرف اس وجہ سے تھے کہ ان کے مذہب میں نبوت و رسالت کا کوئی بلند تخیل نہ تھا اور نہ انبیاء کی عظمت کی کوئی بلند سطح قائم تھی۔ لیکن اسلام نے دنیا کے تمام پیغمبروں کی عظمت و جلالت کی ایک نہایت بلند سطح قائم کی، اس کے نزدیک گناہوں سے پاکی اور عظمت تمام انبیاء و مرسلین کا مشترک وصف تھا سب

پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ سب خدا کے بخشے ہوئے ایک خاص منصب پر سرفراز تھے، وہ سب دنیا میں اس غرض سے بھیجے گئے تھے کہ خدا کے احکام لوگوں کو سنائیں اور نیکی اور سچائی کا راستہ سب کو دکھائیں وہ سب نماہو شیار کرنے والے خدا کی طرف بلانے والے خوشخبری سنانے والے تعلیم دینے والے خدا کے احکام پہنچانے والے نور، روشنی خدا کے نیک اور مقبول بندے اور اپنے عہد کے سب سے بہتر انسان تھے۔

اسلام میں اگرچہ پیغمبروں کی تعداد معیّن نہیں ہے تاہم قرآن پاک میں ان کی دو قسمیں ہم کو بتلائی گئی ہیں۔ ایک وہ جن کے ناموں کی تصریح قرآن میں کی گئی ہے اور دوسرے وہ جن کے نام قرآن میں مذکور نہیں، پہلی قسم میں بھی کئی تقسیمیں ہیں، بعض وہ انبیاء ہیں جن کو اہل عرب اور یہود و نصاریٰ سب جانتے تھے مثلاً حضرت ابراہیمؑ وغیرہ بعض وہ ہیں جن سے اہل عرب واقف تھے لیکن یہود و نصاریٰ کو ان کی خبر نہ تھی۔ مثلاً حضرت ہودؑ اور حضرت شعیبؑ بعض ایسے ہیں جن کو یہود و نصاریٰ پیغمبر نہیں مانتے تھے۔ لیکن دراصل وہ پیغمبر تھے۔ مثلاً حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ دوسری قسم میں ہر قوم و ملک کے وہ نیک لوگ داخل ہو سکتے ہیں جن کو ان کے ماننے والے پیغمبروں کا سا درجہ دیتے ہیں جیسے یونان کے سقراط، ایران کے زردشت ہندوستان کے سری رام چندر جی اور سری کرشن جی اور مہاتما گوتم بدھ اور چین کے حکیم کنفوشیوس، وغیرہ بشرطیکہ ان کی سچی تعلیم میں توحید اور کلیات دین کے سبق موجود ہوں لیکن چونکہ ہم یقینی طور پر ان ملکوں کے پیغمبروں کے ناموں کی تعین نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے پاس تخصیص و تعین کا ذریعہ صرف وحی محمدی ہے اور وہ ان کے ناموں کی نسبت خاموش ہے اس لئے ہر مسلمان کو پہلی قسم کے انبیاء کو نام بنام تفصیلاً اور دوسری قسم کے پیغمبروں کو نام کی تخصیص کے بغیر ماننا ان کی صداقت کو تسلیم کرنا اور اس تسلیم کو ذریعہ نجات سمجھنا لازم ہے۔

ان تمام انبیاء کا دین ایک ہے۔ ان کی تعلیم ایک ہے وہ سب وصف (عصمت) میں شریک ہیں وہ سب خدا کے راستباز بندے تھے ان سب کا ایک ہی مشن ہے اور ان سب

Scanned by CamScanner

کی زندگی کا ایک ہی طرز ہے اور ان سب کی نبوت کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایک ہی دین کی تعلیم دیتے ہیں۔

قرآن پاک کی متعدد آئتیں ہیں جن میں وحدت رسالت کے اس مفہوم کو ادا کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ دنیا کے تمام انبیاء اور پیغمبروں کی یکساں تعظیم و تکریم کریں، اور ان سب کو برابر سمجھیں اور یہ عقیدہ سکھایا گیا ہے۔

لانفرق بین احد من رسلہ ہم خدا کے فرستادوں میں کوئی فرق نہ کریں

اور یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا کی تمام قوموں میں خدا کے رسول آئے اور اس کے احکام لوگوں کو سناتے رہے کوئی قوم نہیں جس میں خدا کا فرستادہ نہ آیا ہو اس کے لئے عرب و عجم، روم و شام، بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل ایرانی اور تورانی کی کوئی تخصیص نہیں۔ ان تمام قوموں میں خدا نے اپنے رسول بھیجے اور ہم ان سب کو خدا کا یکساں رسول سمجھیں اس امر کی اسی تعلیم کا اثر ہے کہ مسلمان یہودیوں کے پیغمبروں، عیسائیوں کے رسولوں اور اجمالاً ایران کے نبیوں اور ہندوستان و چین کے ربانی مبلغوں کو صادق راست باز یقین کرتے ہیں۔ خواہ وہ ان کے ناموں کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

وحدت کتاب

اس عنوان سے وحدتِ ادیان کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے جو اسلام کی وسیع اور بلند ذہنیت کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔

اسلام سے پیشتر دوسرے مذاہب نے اس جانب توجہ نہیں کی تھی یہود تورات کے سوا کچھ نہیں مانتے تھے عیسائی تورات کے احکام کو نہیں مانتے تھے لیکن اس کی اخلاقی نصیحتوں کو قبول کرتے تھے اور تورات کے علاوہ دنیا میں جو اور کتابیں مذہبی حیثیت سے مقدس مانی جاتی تھیں اور جن کا زمانہ انجیل سے پیشتر تھا ان کی عزت اور عظمت نہیں کرتے تھے، پارسی اوستا کے علاوہ اور کسی کتاب کو خدا کا کلام تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اور ہندوستان کے برہمن ویدوں کے سوا

Scanned by CamScanner

خدائی الہام کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رواداری اور تعصبی اور نقطۂ نظر کی وسعت اس مسئلہ میں ظاہر فرمائی وہ اسلام بلکہ دنیا کی مہتم بالشان تعلیمات میں سے ہے۔

اس تعلیم کے مطابق ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ قرآن مجید کی طرح گزشتہ پیغمبروں کی کتابوں کو بھی صحیح سمجھے اور ان کو منجانب اللہ تسلیم کرے بما انزل الیک وما انزل من قبلک گویا قرآن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ انبیائے قدیم کی کتابوں پر بھی ایمان لایا جائے اور قدیم کتابوں کی تصدیق نہ کرنے کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی تصدیق نہیں کی گئی ہے جس طرح قرآن پر ایمان نہ لانا اسلام میں کفر ہے اس طرح اگلی آسمانی کتابوں کا نہ ماننا بھی اسلام کے نزدیک کفر ہے یہ ادب یہ عزت یہ رواداری کیا اسلام کے باہر کہیں مل سکتی ہے۔

آسمانی کتابیں اگرچہ غیر محدود ہیں تاہم تخصیص کے ساتھ جن کتابوں کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں وہ چار ہیں۔ تورات یا صحف موسیٰ، زبور، انجیل اور قرآن ان کے علاوہ ایک جگہ حضرت ابراہیم کے صحیفوں کا ذکر آیا ہے لیکن ان کے نام نہیں بتائے گئے ہیں، بعض آیتوں میں صرف اگلے صحیفوں یا اگلوں کی کتابوں کا حوالہ آیا ہے بعض آیتوں میں دوسری قسم کے پیغمبروں کی طرح کتابوں کا بھی اجمالی ذکر آیا ہے یعنی ان کے ناموں کی تشریح نہیں کی گئی ہے لیکن بہر حال ہر جگہ ان کی صداقتوں کو یکساں تسلیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے قرآن مجید پر ایمان لانے والے مسلمان مجبور ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کی ان کتابوں کو جن کے نام قرآن نے بتائے ہیں تفصیلاً اور جن کے نام نہیں بتائے گئے ہیں ناموں کی تخصیص کے بغیر اجمالاً خدا کی کتابیں سمجھیں اس لئے ایسی اگلی کتابوں کو جن میں آسمانی تعلیمات کی خصوصیتیں پائی جاتی ہوں گو ان کا ذکر قرآن میں نہ ہو جھوٹا نہیں کیونکہ ان کا بھی خدا کی کتاب ہونا ممکن ہے۔ گو قطعیت کے ساتھ ان کا فیصلہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ قرآن نے ان کے نام نہیں بتائے ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا ہو گا کہ اسلام نے دنیا کے تمام مذاہب حقہ کو ایک ہی سمجھا ہے۔ کیونکہ خدا جو ان تعلیمات کا سرچشمہ ہے ایک ہی ہے تمام رسول او پیغمبر جو اس سرچشمہ سے سیراب

ہیں مقصد کے لحاظ سے متحد ہیں یعنی سب کا مبدأ ایک ہے اور تعلیم ایک ہے اس لئے تمام کتابیں جو ان رسولوں کے ذریعہ سے دنیا کو دی گئیں اور جو احکام انھیں بتائے گئے وہ بھی یقیناً ایک تھے اس حقیقت کو کہ تمام رسولوں کی تعلیم ایک تھی قرآن مجید میں متعدد جگہ صاف صاف بیان کیا گیا ہے اس بنا پر اسلام اسی ایک مذہب کا نام ہے جو حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک باری باری پیغمبروں کے ذریعہ سے آشکار رہا اور انسانوں کو اس کی تعلیم دی جاتی رہی۔

وحدتِ دین

عام مذہب کا خیال ہے کہ جو مذاہب اس وقت پھیلے ہیں وہ ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ تمام سچے مذاہب درحقیقت ایک ہی ہیں ایک ہی پیغام ہے جو آدم سے لیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سنایا جاتا رہا مایقال لک الا ما قد قیل للرسل۔

اس مقام پر ایک نکتہ بیان کرنے کے قابل ہے، قرآن مجید نے ہمارے سامنے دو لفظ پیش کئے ہیں، دین اور شرعۃ جس کو منسک اور منہاج بھی کہتے ہیں دین سے مراد مذہب کے وہ بنیادی امور ہیں جن پر تمام مذاہب حقہ کا اتفاق ہے، مثلاً خدا کی ہستی، اس کی توحید، اس کے صفات کاملہ انبیاء کی بعثت، خدا کی خالص عبادت، حقوق انسانی، اخلاق اچھے اور برے اعمال کی بازپرس جزاء وسزا یہ وہ اصل دین ہے جس میں تمام پیغمبروں کی تعلیم یکساں تھی اس کو لے کر اول سے آخر تک تمام انبیاء آئے اس میں زمان ومکان کے تغیر کو کوئی دخل نہیں نہ قوم وملک کے اختلاف سے اس میں کوئی اختلاف ہوا وہ ہر زمانہ اور ہر مقام میں یکساں رہا اور وہاں کے پیغمبروں نے اس کی یکساں تعلیم دی، اب اگر اس میں کسی جہت سے کوئی اختلاف ہوا تو یا تو طریقہ تعبیر کی غلطی ہے یا باہر کی چیزیں اس میں مل گئی ہیں اور اس کی اصلی حالت میں تغیر پیدا ہو گیا ہے۔

دوسری چیز یعنی شرعہ منہاج اور منسک وہ جزئیات احکام ہیں جو ہر قوم و مذہب کی سانی

ومکانی خصوصیات کے سبب سے بدلتے رہے ہیں مثلاً عبادت الٰہی کے طریقوں میں ہر مذہب میں تھوڑا تھوڑا اختلاف ہے عبادت کی سمتیں الگ الگ ہیں، اعمال فاسد کے انسداد کی تدبیریں جدا جدا ہیں اب قرآن کے نقطۂ نظر سے مذاہب کے اختلاف کا یہ مطلب ہے کہ اصل دین جو ازلی سچائی اور ابدی صداقت ہے ناقابل تبدیل اور ناقابل تغیّر ہے البتہ متفقہ حصول مقصد کے راستے اور طریقے مختلف پیغمبروں کے زمانوں میں اگر اصلاح اور تبدیل کے قابل پائے گئے تو بدلتے رہے ہیں دنیا میں انبیاء علیہم السلام کا وقتاً فوقتاً ظہور اسی ضرورت سے ہوتا رہا ہے کہ وہ اسی ازلی اور ابدی صداقت کو دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں اور دین کو اصل مرکز پر قائم رکھیں اور ساتھ ہی اپنی قوم و ملک اور زمانہ کے حالات کے مطابق خاص احکام اور جزئیات جو ان کے لئے مناسب ہوں ان کو بتائیں اور سکھائیں۔

انبیاء کا یکے بعد دیگرے ظہور اور اس کی وجہ

انبیاء علیہم السلام کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صاحب شریعت نبی کے بعد دوسرا صاحب شریعت نبی اسی وقت بھیجا گیا ہے جب پہلا صحیفۂ وحی کھو گیا ہے یا ذہنی تحریفات اور دستی تصرفات سے ایسا بدل گیا ہے کہ اصلیت مشتبہ ہوگئی ہے حضرت ابراہیم کے صحیفے گم ہو جانے کے بعد حضرت موسیٰ پر توراۃ نازل ہوئی اور جب اس میں اختلافات پیدا ہوئے تو زبور وغیرہ مختلف صحیفے آتے رہے جو عہد نامۂ قدیم میں موجود ہیں پھر اس کی تکمیل کے لئے انجیل آئی اور جب اس میں بھی انسانی تصرفات کا دخل ہو گیا تو قرآن اترا۔

آخری کتاب

مگر قرآن اس دعویٰ کے ساتھ اترا ہے کہ اب اس کے بعد کسی دوسری آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ کے لئے تحریف و تبدیل سے محفوظ کر دی گئی ہے اور اس کی

Scanned by CamScanner

حفاظت کا وعدہ خود خدا نے کیا ہے اور یہ وہ وعدہ ہے جو دنیا کی کسی آسمانی کتاب کے لئے خدا نے نہیں فرمایا تھا اس سے معلوم ہوا وہ دنیا کی آخری کتاب اور اس کا رسول دنیا کا آخری پیغمبر ہے اب جو کچھ فیض دنیا کو پہنچے گا اسی کے ذریعہ پہنچے گا۔

ہندوستان میں روشنی وحدت و بازگشت

چنانچہ صرف ایک ملک ہندوستان پر غور کیجئے۔

مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کے بعد ہندوؤں میں بہت سے ایسے مصلح پیدا ہوئے جنہوں نے بت پرستی کے خلاف توحید کا وعظ کہا اور لوگوں کو اس دین کی دعوت دی، چودھویں صدی عیسوی میں رامانند سنیاسی نے اصول توحید پر ایک نئی جماعت قائم کی جس کا خیال یہ تھا کہ دنیا کے تمام مذاہب کا سرچشمہ ایک ہے، پندرھویں صدی میں کبیر نے ہندوؤں کی بت پرستی اور دھرم شاستری کا خاکہ اڑایا اور مسلمانوں کو ان توہمات سے آگاہ کیا جن میں وہ مذہب کے نام سے گرفتار ہو گئے تھے اس طرح ہندو اور مسلمان کے مذہبی تفریقات کو بالائے طاق رکھنا کبیر کا خاص مقصد معلوم ہوتا ہے جو اسلام کی تعلیم کا مقصد اولین تھا، سکھ مذہب کی ابتدا بھی اسلامی اثر کے ماتحت معلوم ہوتی ہے اور اب بھی جہاں کہیں سے یہ آواز آرہی ہے وہ اسلام ہی کی صدائے بازگشت ہے۔

اسلام کی دعوت اتحاد کا صحیح مفہوم

ان تاریخی حقائق سے واضح ہوا ہوگا کہ اسلام نے وحدت دین کا جو تخیل پیش کیا ہے وہ قدیم زمانہ سے لے کر آج تک مختلف ملکوں میں کس طرح پیدا ہوتا رہا ہے اور دنیا میں جو راز سب سے پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کھولا گیا۔ اس کی عملی شکلیں آپ کے بعد کہاں کہاں اور کیونکر ظاہر ہوئیں اسی بناء پر قرآن مجید کا وہ دعویٰ کس قدر

Scanned by CamScanner

صحیح اور واقعیت سے لبریز ہے جو اہل کتاب کے سامنے کیا گیا ہے اور جس میں بتایا گیا ہے کہ ہمارے اور تمھارے راستوں میں جو اختلاف ہے اس کے ذمہ دار ہم اور تم خود ہیں ورنہ ہمارا اور تمھارا خدا ایک ہی ہے اور ہمارے اور تمھارے درمیان جھگڑا نہیں ہے جھگڑا تو جب تھا جب اصول میں اختلاف ہوتا اصول کو تو سب قبول کرتے ہیں البتہ فروع میں اختلاف ہے اور فرعی اختلافات کوئی اختلاف نہیں، یہود و نصاریٰ جنھوں نے اپنی فرقہ بندیوں سے دین میں تفریق پیدا کر دی تھی قرآن نے ان کو اصل دین یعنی "دین قیم" کی طرف بلایا جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا دین تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ تم سے وہ کہا گیا ہے جو تم سے پہلے پیغمبروں سے کہا گیا۔ یہ بھی بتایا گیا تھا کہ تمھارا دین وہی ہے جو حضرت نوح اور حضرت ابراہیم وغیرہ کا تھا ساتھ ہی اس وحدت دین کا دوسرا رُخ بھی اسی طرح سامنے رکھا گیا کہ جزئیات کے اختلاف کو چنداں اہمیت نہیں دی گئی۔ چنانچہ قبلہ وغیرہ کے تعین کے سلسلے میں اس حقیقت کو صاف طور سے واضح کیا گیا۔ حالانکہ یہی چیزیں تھیں جن کی بنا پر یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کو برسر بازار باطل کہا کرتے تھے۔ قرآن نے اصل مقصد کے مقابلہ میں ان چیزوں کو نظر انداز کیا۔

عقیدۂ وحدت دین اور سیاسی اتحاد

وحدت دین کی تعلیم کا ایک عملی اثر بھی تھا جو اور مذاہب میں نظر نہیں آیا۔ اور یہ ایسی چیز ہے جس کو مذہب کے حدود سے باہر حکومت کے قوانین اور احکام میں تلاش کرنا چاہیئے۔ یہودیوں کی نظر میں دنیا میں صرف دو ہی قومیں تھیں بنو اسرائیل اور غیر بنو اسرائیل اور انہی دونوں قسموں پر ان کے قانون کی بنیاد تھی۔ عیسائیوں میں مذہبی حیثیت سے مسیحی، یہود اور بت پرست تین قومیں تسلیم کی جاتی تھیں لیکن چونکہ ان کے مذہب میں قانون نہیں ہے اس لئے وہ اکثر امور میں رومن لا کے ماتحت رہے لیکن رومن عیسائیوں میں بھی دو ہی تقسیمیں تھیں رومی اور غیر رومی۔ پارسیوں میں ایرانی اور غیر ایرانی کی تفریق تھی ہندو اونچ نیچ ذاتوں میں بٹے ہوئے تھے۔

Scanned by CamScanner

لیکن اسلام نے وحدتِ دین کے تخیل کی بنا پر قانون کی حیثیت سے دنیا کی قوموں کو چار حصوں میں تقسیم کیا اور ان کے علیحدہ علیحدہ حقوق قرار دیئے۔ جن پر برابر تیرہ صدیوں میں عمل ہوتا رہا مسلمان، اہلِ کتاب شبہ اہل کتاب، کفار اور مشرکین ان قوانین کی وجہ سے دنیا میں امن و امان اور مسلمانوں میں رواداری پیدا ہوئی اور وہ اس قابل ہوئے کہ اپنے مذہبی عقائد پر سختی سے پابند رہنے کے باوجود دنیا میں دوسری قوموں کے ساتھ میل جول پیدا کریں اور " تعاون عمل،، کے لئے تیار رہوں مجوسیوں، صابیوں، یہودیوں عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ مل کر مختلف ملکوں میں ان ملکوں کے مناسب مختلف تمدنوں کی بنیاد رکھنے کی قوت پیدا کرنا اسی عقیدہ کا کرشمہ تھا۔

وحدتِ انسانیت

توحید کی تکمیل کے سلسلہ میں دو چیزیں ابتداء اور انتہا مانی جاسکتی ہیں ابتداء خدا کی حقیقی عظمت سے ہوتی ہے۔ اور انتہا انسان کے اصلی مرتبہ پر مشرک، بُت پرست، ستارہ پرست، فطرت پرست، بتوں کو سجدہ کرکے پتھروں کو پوج کے، درختوں کے آگے جُھک کے، جانوروں کو دیوتا جان کے جنات اور خبیث روحوں کی دہائی پکار کے آسمانی مخلوقات کو ارباب جان کے، انسان کو خدا کہہ کے حقیقت میں اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ انھوں نے انسان کے رتبہ اور حیثیت کو نہیں پہچانا در اصل انسان کو پتھروں سے، جانوروں سے، درختوں سے، دریاؤں سے، پہاڑوں سے اور چاند تاروں سے کم تر جانتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ چاند اور سورج ان کے لئے نہیں بلکہ وہ چاند اور سورج کے لئے بنے ہیں۔ چاند، سورج، دریا، جانور، آگ غرض فطرت کے تمام مظاہر سورج سے لے کے زمین کے رینگنے والے کیڑوں تک سب ان کے آقا

ہیں اور وہ ان کی غلامی کے لئے پیدا ہوئے ہیں، انسانی برادری بھی دیوتاؤں کی حکومت کی وجہ سے اونچی نیچی بلند و پست، شریف و رذیل مختلف طبقوں اور ذاتوں میں منقسم ہو گئی تھی کوئی پرمیشور کے منہ سے کوئی ہاتھ سے اور کوئی پاؤں سے پیدا ہوا تھا اس لئے سب کے درجے برابر نہ تھے مساوات انسانی کا نام نہ تھا، مختلف جنسیں تھیں جنکا متحد ہونا ناممکن ہو گیا تھا۔ بابل، مصر، ہندوستان اور ایران کے جبار و متمرد شاہنشاہ اپنے بنی نوع سے اس قدر اونچے ہو گئے تھے کہ ان کا عزل و نصب انسان کے ہاتھ میں نہ تھا بلکہ دیوتاؤں اور فرشتوں کے ہاتھ میں تھا بلکہ وہ خود دیوتا اور رب اعلیٰ ہونے کے مدعی تھے۔

مرتبۂ انسان کا اعلان

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر خدا کے سوا ہر شے کا خوف انسانوں کے دلوں سے نکال دیا۔ دنیا کے تمام پست و بلند اور نشیب و فراز کو برابر کیا۔ قوموں اور ذاتوں کا امتیاز اٹھا دیا دولت، فقر، رنگ و روپ، نسل، قومیت کے نشانات مٹ گئے اور فخر و غرور اور جبر و ظلم کا بازار سرد پڑ گیا سب انسان خدا کے بندے سب اس کے سامنے برابر، سب باہم بھائی بھائی اور سب حقوق کے لحاظ سے یکساں قرار پائے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتایا کہ رات، دن، آفتاب، ماہتاب، ستارے، جانور، دریا، آگ، درخت غرض کائنات کی ہر چیز انسان کے لئے بنی ہے اور وہ انسان کی خدمت گذاری میں مصروف ہے پھر اس انسان سے بڑھ کر اور کون نادان ہے جو اپنے خدمت گذاروں میں سے کسی کو اپنا معبود بنالے۔

Scanned by CamScanner

انھوں نے اپنی وحی کے ذریعے سے دنیا کو یہ نکتہ سمجھایا کہ انسان اس عالم خلق میں تمام مخلوقات سے اشرف ہے وہ خدا کی نیابت کا فرض انجام دینے آیا ہے اس کا سر خلافت الٰہی کے تاج سے ممتاز ہے! کروڑوں مخلوقات الٰہی میں خدا کی امانت کا حامل وہی ہوا، یہ منصب نہ فرشتوں کو ملا، نہ آسمانوں کو، نہ زمینوں کو، اور نہ پہاڑوں کو، قرآن مجید نے کہا کہ انسان بزرگیوں سے سرفراز، عالم مخلوقات میں سب سے برتر اور انعام واکرام سے معزز ہے اس میں بر و بحر پر چھا جانے کی قوت ہے اس کی ہستی، معتدل قوی اور بہترین اندازے کے ساتھ مخلوق ہوئی ہے وہ کائنات میں خلیفۃ اللہ بن کر آیا ہے تو اب وہ کائنات میں خدا کے سوا کس کو سجدہ کرے؟

غرض محمد رسول اللہ کی تعلیم نے انسان کی پیشانی کو ہر چوکھٹ سے اٹھا کر صرف ایک خدا کے آستانہ پر جھکا دیا اور بتا دیا کہ دنیا کی ساری چیزیں انسان کے کام میں لگی ہوئی ہیں اور اس کے لئے بنی ہیں اب بتاؤ کہ وہ زمین کی کس ہستی کے سامنے اپنا سر جھکائے؟

دنیا نے انسانیت کی اس بلند سطح حقیقت شناسی کے اس اعلیٰ تخیل اور ادائے فرض کے اس قوی احساس تک جو ترقی کے قدم اٹھائے ہیں ان کا مبداء اور دیباچہ بھی قرآنی تعلیمات تھیں۔ جنھوں نے انسان کی حقیقت اس پر آشکار کر کے اس کو خود شناس بنایا۔ ادائے فرض کی صورتیں سمجھائیں۔ افراد و اقوام کی شیرازہ بندی کی اور ان کو ایک سطح پر لا کر یک رنگی کا لطف پیدا کیا، یہی چیز تھی جس سے بکری اور اونٹ چرانے والے انسان، عالم کے گلہ بان بن گئے۔ ریت کے ذرّوں سے کھیلنے والے بدوی سیم و زر اور تخت و تاج پر بازی لگانے لگے، صحرا کی پشت پر لیٹنے والی قومیں کیوان کی چھت پر مسہریاں بچھاتی تھیں اور چند نخلستانوں کے مالکوں کا نعرہ چار دانگِ عالم کو سِ لمن الملک بجاتا تھا۔

Scanned by CamScanner

ہر قسم کی تفریقات کا ابطال

انسانوں نے فخر و غرور سے اپنی ایک متحدہ انسانیت کو سینکڑوں حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا بادشاہوں نے خدائی کا رتبہ پایا تھا اور ان کو سجدے کئے جاتے تھے ان کے احکام خدائی فرامین کی صورت رکھتے تھے بابل کے نمرود اور مصر کے فرعون جو انا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ لگاتے تھے۔ محمد رسول اللہ ہی کی آواز تھی جس نے ان کو ان کے تخت جبروت سے اتار کر عام انسانوں کے درجہ میں لاکر بٹھایا اور خدا کے سوا کسی کو شہنشاہ اور بادشاہ کہنا بھی ناپسندیدہ قرار دیا۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح اہل مذاہب نے رسولوں، ولیوں اور شہیدوں کو خدائی اور الوہیت تک پہنچا دیا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک کو بندگی اور عبودیت ہی کے مختلف مدارج اور مراتب پر متعین کیا اور سب کو یکساں خدا کا بندہ اور فرمانبردار قرار دیا۔

قوموں نے بھی اپنے لئے الگ الگ رتبے اور درجے قائم کرلئے تھے بنی اسرائیل اپنے کو خدا کا کنبہ کہتے تھے، ہندوؤں میں برہمن خدا کے منہ سے راجپوت اس کے بازوؤں سے، شودر اس کی ٹانگوں سے پیدا ہوئے تھے۔ روم میں رومن خاص بادشاہی کے لئے اور تمام غیر رومن صرف غلامی اور خدمت گاری کے لئے تھے۔ اس طرح قوموں میں پستی و بلندی، عزت و ذلت پاکی و ناپاکی کی وہ امتیازی دیواریں قائم تھیں جنھوں نے ایک انسانیت کو سینکڑوں انسانیتوں میں منقسم کر دیا تھا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آواز تھی جس نے امتیازی تفریق کی ان مدعی قوموں کو سب سے پہلے یہ خطاب کیا:

Scanned by CamScanner

بل انتم بشر ممن خلق — تم بھی خدا کی دوسری مخلوقات میں سے انسان ہو۔

اور تمام امتیازات کی دیواروں کو دفعتاً منہدم کرکے سب کو انسانیت کی ایک سطح پر لاکھڑا کر دیا۔ فرمایا

یا ایھا الناس انا خلقنکم من	اے انسانو! ہم نے تم کو خاندان
ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا و	اور قبیلے بنا کر اس لئے پیدا کیا کہ تم
قبائل لتعارفوا ان اکرمکم	آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو بیشک
عند اللہ اتقکم	خدا کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ
حجرات	ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے

قومیت، خاندان اور پیدائشی بزرگی اور بڑائی کے تمام امتیازات کا آج خاتمہ ہو گیا اور ہندو برہمن، یہودی، لادیوں اور عیسائی پوپوں کو اسی طرح سطح وجود سے مٹا دیا گیا جس طرح دوسری طرف نمرودوں، فرعونوں قارونوں اور ہامانوں کو مٹا دیا تھا۔

ایک آدم سے تمام انسانی قوموں کا پیدا ہو کر پھیلنا اسلام سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں میں محض آغاز پیدائش (کسموگرینی) کے ایک نظریہ کی حیثیت رکھتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اخلاقی تعلیم کا سنگ بنیاد قرار دے کر اس پر انسانی وحدت کی وہ عظیم الشان عمارت کھڑی کی جو انشاء اللہ اب کبھی منہدم نہ ہوگی۔ مغرور سریوں کے سب سے بڑے مجمع میں کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا۔

ان اللہ اذھب منکم عصبیۃ	اللہ نے جاہلیت کا غرور اور باپوں
الجاھلیۃ وفخرکم بالأبائکم	پر فخر کا دعوٰی باطل کر دیا تم سب ایک
بنوآدم وآدم من تراب	آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے تھا۔

Scanned by CamScanner

عرب کو عجم پر، عجم کو عرب پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر جو امتیاز کا دعویٰ تھا۔ آج وہ باطل ہوگیا اور اعلان ہوا۔

لا فضل لعربي على عجمي ولا	عرب کو عجم پر فضیلت نہیں اور نہ
لعجمي على عربي	عجم کو عرب پر۔
لا فضل لاحمر على اسود ولا	نہ گورے کو کالے پر فضیلت ہے
لاسود على احمر	اور نہ کالے کو گورے پر۔

غرض یہ وہ تعلیم تھی جس نے تمام انسانوں کو ایک ایک کر دیا۔ عرب ہوں کہ عجم، فرنگ ہوں کہ زنگ، ہندو ہوں کہ چینی سب انسانی اخوت کی ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑے ہوگئے۔ توحید اور عموم رسالت کے اقرار پر کل دنیا کے انسان باہم بھائی بھائی قرار پائے تقویٰ کے سوا ہر پیدائشی اور فرضی امتیاز باطل ہوگیا اور دنیا کو یہ ندا دی گئی۔

لا تحاسدوا ولا تباغضوا	ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ اور نہ ایک
وكونوا يا عباد الله	دوسرے سے کینہ رکھو اور اے خدا
اخوانا۔	کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ

ان عظیم الشان غلطیوں میں سے جن میں لوگ ہمیشہ سے مبتلا تھے ایک یہ تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ دین اور دنیا دو مختلف چیزیں ہیں دونوں کا دائرہ الگ الگ ہے جو دین کو اختیار کرتا ہے وہ دنیا سے علیٰحدہ ہو جاتا ہے اور جو دنیا و زخارف دنیا پر نظر ڈالتا ہے اس کے ہاتھ سے دین کا دامن چھوٹ جاتا ہے اس خیال نے اگرچہ ایران، ہندوستان، چین اور دیگر ممالک مشرقیہ میں عملی شکل اختیار کر لی تھی اور راہبان صومعہ نشین و بادشاہان لشکر شکن کے حدود زندگی اور دائرۂ عمل میں ایسی حد فاصل قائم کر دی تھی کہ دونوں

Scanned by CamScanner

کا اجتماع وتعاون تقریباً ناممکن ہو گیا تھا۔ تاہم اس سلسلہ میں زیادہ قابل توجہ وہ قومیں تھیں جو اپنے کو صحائف آسمانی کا پیرو اور سفیران الٰہی کا مخاطب اوّل سمجھتی تھیں۔ ہندو، بدھ، کنفوشی اور زرتشتی نقطہ ہائے نظر سے زیادہ قابل غور وہ تخیل تھا جس میں انسانوں کی تقسیم کردی گئی تھیں کہ ان میں کچھ دین کے کارکن تھے اور کچھ دنیا کے ہندوؤں میں خلقتہً برہمن دین کے لئے راجپوت بادشاہی کے لئے دیش بیوپار اور کاشت کاری کے لئے اور شودر محنت ومزدوری کے لئے تھے اور ان کی عمروں کی بھی تقسیمیں کردی گئی تھیں کہ تیس برس تعلیم کے اور تیس برس کمانے کے اور تیس برس عبادت کے۔ بودھوں میں بھکشو الگ کر دیئے گئے تھے جن کا کام صرف دھرم سیوا تھا اور دنیا دار الگ تھے جو دنیا کا کاروبار کرتے تھے اور جن پر بھکشوؤں کے تمام اخراجات کا بار تھا۔

یہودیوں میں لاوی دین کے کاہن تھے وہ دنیا کے کاموں سے الگ رکھے گئے تھے وہ خاندانی ترکہ ووراثت سے بھی محروم تھے کہ یہ دنیا کی چیزیں تھیں اور باقی لوگ دنیا دار تھے۔ عیسائیوں نے اس امتیاز اور تفریق کی دیوار کو اور زیادہ بلند کر دیا تھا انھوں نے تو خدا اور قیصر اپنے دو حکمران فرض کئے تھے اور یہ تعلیم پائی تھی کہ جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو اور جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو۔

یہود ونصاریٰ نے اس غلط خیال کے مطابق اپنے کو ڈھالنے کی جس طرح کوشش کی اس کی عملی شکل دو متضاد طریقوں سے ظاہر ہوئی یعنی یہود نے عقبیٰ کا حاصل دنیا کو سمجھا اور نصاریٰ نے عقبیٰ کو، یہود کی حکومت وسلطنت مال ودولت اور تمام سودی کاروبار کا مبنیٰ صرف یہ خیال تھا کہ انسان کے

Scanned by CamScanner

اعمال و افعال کا مرجع دنیا ہے اس لئے انھوں نے دین کو بالائے طاق رکھ کر اپنی توجہ تمام تر دنیاوی چیزوں تک محدود رکھی۔ اور ہر نیکی کا معاوضہ اسی دنیا کی نعمت کو سمجھا اور اسی لئے ان میں ایک بڑا فرقہ وہ تھا جو صرف دنیاوی انعامات پر اعتقاد رکھتا تھا اور آخرت کا قطعاً منکر تھا بخلاف اس کے اگلے نصاریٰ نے زخارف دنیوی کو ہاتھ نہیں لگایا وہ ہر نعمت کو آسمانی بادشاہت میں تلاش کرتے رہے اس نے راہبانہ طریقہ زندگی اور زاہدانہ طرز معیشت اختیار کیا۔

اسلام کی تعلیم

لیکن پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ذریعہ سے جب اسلام آیا تو اس نے دنیا کی اس قدیم غلط فہمی کو دور کیا اور بتایا کہ یہ دونوں چیزیں دو نہیں بلکہ ایک ہیں۔ دین دنیا ہے اور دنیا دین ہے۔ دین میں جب خواہشات نفسانی شامل ہوں تو دنیا ہو جاتا ہے اور دنیا میں احکام الٰہی کا تتبع پیش نظر ہو۔ تو دین ہو جاتی ہے اسی طرح جو چیز ان دونوں کے درمیان حد فاصل قائم کرتی ہے وہ انسان کا نقطۂ نظر ہے اگر وہ صحیح ہو تو پھر یہ حد بھی قائم رہتی ہے۔ اور دونوں چیزیں ایک ہو جاتی ہیں وہی حکومت و سلطنت جس کو دنیا سمجھا جاتا ہے اگر وہ خدا کی مرضی کے لئے کی جائے تو دین ہو جاتی ہے مال و دولت جمع کرنا دنیا ہے لیکن اگر احکام الٰہی کے تحت ہیں اس سے حق والوں کی خدمت پیش نظر ہو تو دین ہو جاتا ہے۔ خودکشی دنیا ہے۔ لیکن اگر احکام خداوندی کی تعمیل میں کوئی اپنی جان فدا

کرے تو شہادت کی شکل پاکر دین ہو جاتی ہے۔

پیغمبر اسلام فداہ ابی وامی نے عملی شکل میں ہم کو یہ صورت تبلائی۔ آپ کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ قیام لیل، عبادت شبانہ، تلاوت قرآن، تبلیغ احکام، غزوات وفتوحات، مہمات سلطنت کی مصروفیت غرض آپ کی سیرت کا ایک ایک واقعہ دین بھی تھا اور دنیا بھی عین اسی وقت جب آپ پر سکندر وقیصر ہونے کا دھوکا ہوتا تھا آپ سغیر الٰہی اور فرشتۂ یزدانی نظر آتے تھے آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے بھی اس نکتہ کو واضح کیا اور ان کے تمام زریں کارناموں کے اندر وہی روح نظر آئی جو دین اور دنیا کی ترکیب وامتزاج سے پیدا ہوئی تھی اور جو قرآن پاک کے منشاء کے عین مطابق تھی قرآن مجید نے متعدد آیتوں میں انسانی اعمال کی جزاء کو دنیا اور دین دونوں سے متعلق فرمایا ہے یعنی یہ بتایا ہے کہ انسان کو نیکی یا بدی کا پھل دنیا میں بھی ملتا ہے اور عقبیٰ میں بھی ملے گا یہ نکتہ صحابہ کرام کے بعد عرصہ تک مسلمانوں کے پیش نظر رہا۔ اور جب تک وہ اس کو سمجھتے رہے ان کے تمام اعمال وافعال میں تکمیلی رنگ نمایاں رہا۔ ان کی دنیا عین دین رہی اور دین عین دنیا۔

مسلمانوں کے زوال کا حقیقی سبب

لیکن جب سے اس نقطۂ نظر میں تبدیلی واقع ہوئی ان کے کام ابتر ہو گئے اور ان میں اسلام کے بجائے یہودیت اور نصرانیت کا رنگ جھلکنے لگا۔ ان میں اہل کتاب کی طرح دین اور دنیا دو مستقل اور جداگانہ چیزیں قرار پائیں

بعض علانیہ دنیا کو اختیار کر کے دین سے غافل ہو گئے اور یہود کے خیال کو زندہ کر دیا۔ بعض نے ترک دنیا کر کے گوشہ نشینی کو ترجیح دی اور عیسائیوں کی راہبانہ زندگی کی یاد تازہ کر دی اس کی ایک محسوس اور بین مثال خلافت کے حدود میں ملتی ہے پہلے خیال کے تسلّط کے زمانہ میں خلیفہ دینی مقتدر اور دنیاوی سردار کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا تھا لیکن جب دوسرا خیال مستولی ہوا تو ملوکیت اور پاپائیت کی صورت پیدا ہو گئی یعنی مذہبی پیشوا الگ ہو گئے اور دنیاوی حکومت سلاطین کے قبضہ و اقتدار میں چلی گئی۔ اس تفریق نے مسلمانوں کی قومی قوت کو اور اجتماعی شیرازہ کو جس طرح توڑا اور منتشر کیا اس کے شواہد تاریخی دفتر سے باہر ان کی موجودہ حالت کے اندر آج بھی ملتے ہیں۔ جن کو ماہرین فلسفۂ تاریخ کے علاوہ امراض قومی کا ہر نبض شناس آج بھی سمجھ سکتا ہے اور جب کہ ہم اپنی موجودہ ابتری اور پستی کا احساس کر کے اس مرکزی خیال کی طرف عود کریں جو ہماری ترقی، سرسبزی اور تفوق کا ضامن تھا جس کے اندر اسلام کی روح جلوہ گر تھی اور جو یہودیت و عیسائیت سے بالکل علیحدہ تھا۔

آج مسلمان قومیں یا تو یہودی تخیل کا شکار ہیں اور یا عیسوی تخیل کا۔ محمدی دعوت آج اکثر ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے آج ممبر اور تخت دو سمجھے جاتے ہیں اور سپہ سالار اور امام نماز دو گروہ ٹھہرائے جاتے ہیں حالانکہ ہمارا ممبر اور تخت ایک تھا اور ہمارے سپہ سالار ہی ہماری نماز کے امام ہوتے تھے۔

اسلام کی طرف آؤ

مسلمانوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تعلیم کو ایک مدت سے

Scanned by CamScanner

فراموش کر دیا ہے انھوں نے بھی دین و دنیا کے حدود مقرر کر لئے ہیں اور خدا اور قیصر دو شہنشاہوں کی رعایا بن گئے ہیں وہ سلطنت وحکومت اور تجارت وکسب زر اور تعلیم ہنر کو دنیا کا کام اور صرف نماز و روزہ اور تسبیح و وظیفہ خوانی کو دین کا کام سمجھتے ہیں حالانکہ حسن نیت ہو تو ہر دنیاوی جدوجہد، ہر سیاسی سعی وفکر۔ ہر تعلیمی عمل وخدمت ہر تجارتی شغل وکاروبار۔ ہر صنعتی ترقی واقدام اور ہر ایجاد واختراع سراسر دین ہے اور حسن نیت نہ ہو تو رات بھر کی نماز اور دن بھر کا کام کاج اکارت ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مذہب کو پیش کیا ہے اس میں دین و دنیا کی تفریق اگر کسی معنیٰ میں ہے بھی تو کاموں کے امتیاز کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ دلوں کی نیتوں کے فرق کی وجہ سے ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جس کی بناء پر اسلام جب دین بن کر آیا تو ساتھ ہی ساتھ سلطنت وحکومت کا پیام بھی لایا۔ بودھ مذہب میں دین الگ سے آیا اور دنیا الگ سے بنی اسرائیل کو دین ملنے سے چار برس کے بعد سلطنت ملی۔ عیسائیت کو حضرت عیسیٰ کے صدیوں کے بعد تخت کا منہ دیکھنا نصیب ہوا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مدینہ منورہ میں اپنے دین کا ممبر نصب فرمایا اسی وقت دنیا کا تخت بھی بچھ گیا اور اسی وقت عظیم الشان روحانی وتجارتی وسیاسی، علمی وتعلیمی غرض تمدن وتہذیب کے تمام شعبے اپنی اپنی جگہ پر قائم ہو گئے تیس برس کے اندر اندر خلیج فارس سے لے کر بحر ظلمات تک دین واخلاق، علم وعمل، عدل وانصاف، اخوت ومساوات اور تہذیب تمدن کی ایک نئی دنیا پیدا ہو گئی۔ اہلِ اسلام واہلِ کتاب کی مشترکہ ومتحدہ قومیت نے انسانی اخوت کی ایسی نظیر پیش کی جس کی مثال دنیا نے نہیں دیکھی تھی اور عرب وعجم، ترک وچین، ہند وروم اور بربر وحبش نے مل کر کے علم اتحاد کے زیر سایہ ایسی اخوت عامہ کی بنیاد ڈالی جس کے مناظر اس دور ترقی میں بھی نظر نہیں آسکتے۔

اس تھوڑی سی مدت میں انقلاب کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ دین و دنیا کے کاموں

Scanned by CamScanner

کی تفریق کی دیوار اس نے ڈھا دی تھی رہبانیت اور گوشہ نشینی کا کام اس نے عبادت نہیں رکھا تھا بلکہ ملکوں کی فتوحات ہوں، مدرسوں کی تاسیس ہو، تجارت کے بری و بحری سفر ہوں جنگی مشاغل ہوں یا امن و صلح کی کوششیں ہوں حصول رزق اور کسب دولت کی صحیح مساعی ہوں یا غریبوں، بیکسوں اور مسافروں کی امداد کے کام ہوں۔ آل و اولاد اور زن و فرزند کی مخلصانہ خواہش یا خدا کے لئے تن تنہا جدوجہد اور جہاد ہو ان میں اپنے ہر کام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب میں دین تھا اس لئے ایک مسلمان کی زندگی کا ہر شعبہ ہر سعی و محنت اور جدوجہد جو خدا کی مرضی کے حصول کی خاطر ہو سراسر دین ہے۔

مسلمانوں کی گزشتہ تباہی و بربادی کا اصلی سبب یہی ہوا کہ انھوں نے دین و دنیا کی اس وحدت کے نکتہ کو فراموش کر دیا۔ بادشاہ دنیاوی کاروبار کا اور شیخ الاسلام دینی معاملات کا ذمہ دار بنا اور عیسائیوں کی طرح دین الگ اور دنیا الگ قیصر الگ اور خدا الگ قرار دیا گیا دینی کاموں کی فہرست الگ بنالی گئی اور دنیاوی کاموں کی فہرست الگ تیار کی گئی کچھ لوگوں نے اپنے کو خانقاہوں مسجدوں اور حجروں میں بند کر کے اپنے کو دین کا خادم کہلایا اور کچھ لوگوں نے دنیا کے بازاروں اور جدوجہد کی صفوں میں پہنچ کر اپنے کو دنیادار قرار دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل دین ہونے کے مدعی دنیا کے کاموں کے لائق نہ رہے اور کھلم کھلا اہل دنیا کہلانے والے خدا کے خوف و خشیت کو بھلا اور اس کی رضا کی دولت کو کھو بیٹھے۔

اب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ پر فرض ہے کہ وہ دین و دنیا کی وحدت کے اس راز کو سمجھے اور اپنی نجات و فلاح کی تدبیر تلاش کرے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین



Scanned by CamScanner